Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-2 Issue-1(Jan-June, 2024)
ISSN: (2311-6552)

Published:
June 30, 2024

# Qur'anic Principles of Guidance: An Exploratory Study for the Ideal Life

# مثالی زندگی کے لیے راہنمائی کے قرآنی اصول: ایک تحقیقی مطالعہ

**Prof. Dr. Humayun Abbas**
Dean Islamic and Oriental Learning Islamic Studies, GCUF

**Dr. Muhammad Saswar**
Assistant Professor, University of Veterinary & Animal Sciences, Lahore..

## Abstract

This exploratory study delves into the Qur'anic principles of guidance, aiming to elucidate their relevance and applicability in fostering an ideal life. The Qur'an, regarded as the ultimate source of guidance for Muslims, encompasses a plethora of teachings that address various dimensions of human existence, including moral conduct, social justice, and personal development. Through a qualitative analysis of selected verses, this research highlights how these principles can be operationalized in contemporary settings to navigate life's challenges. The study identifies key themes within the Qur'anic text, such as the importance of faith, ethical behavior, and community engagement, which collectively contribute to individual and societal well-being. By synthesizing classical interpretations and modern perspectives, this research offers insights into how Qur'anic guidance can facilitate personal growth and harmonious living. Additionally, the paper explores the implications of implementing these principles in everyday life, emphasizing the transformative potential of adhering to Qur'anic teachings. The findings underscore the Qur'an's timeless wisdom, advocating for a holistic approach to living that integrates spiritual and practical dimensions. In conclusion, this study serves as a foundational exploration for further

research into the Qur'anic principles of guidance and their transformative role in achieving an ideal life.

**Keywords:** Qur'an, guidance, ideal life, moral conduct, social justice, personal development, qualitative analysis.

## تعارف:

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل کردہ وہ کتاب ہے جس میں انسانی زندگی کے ہر پہلو کو زیر بحث لایا گیا ہے، چاہے وہ معاملات انسانی معاشرت سے تعلق رکھتے ہوں، سیاست سے تعلق رکھتے ہوں یا اس کائنات میں زندگی گزارنے کے پہلوؤں سے تعلق رکھتے ہوں۔ الغرض اس قرآن کو ایک کیمیاء کی حیثیت حاصل ہے اور اسے حیاتِ انسانی کے لیے ایک مکمل ضابطۂ حیات کی حیثیت حاصل ہے۔ اعجازِ قرآن تو یہ ہے کہ یہ کتاب کسی ایک دَور کے لیے مخصوص نہیں، بلکہ ایک دائمی اور آفاقی حیثیت رکھنے والی کتابِ لاریب ہے۔ عصرِ قدیم و جدید کو دیکھا جائے تو وقت کی نزاکت کو مد نظر رکھتے ہوئے مختلف چیزیں اور سافٹ ویئر زاپڈیٹ ہوتے رہتے ہیں اور اس کا مقصد جدید عصری ضروریات کے تقاضوں کو پورا کرنا ہوتا ہے، لیکن قرآن مجید کا یہ اعجاز ہے کہ جب سے نازل ہوا ہے، اُس دور سے لے کر آج تک کے جدید تقاضوں کو مکمل کر رہا ہے اور نہ صرف یہ کہ عصر حاضر کے، بلکہ مستقبل کے مسائل پر بھی قرآن نے نہ صرف بحث کی ہے، بلکہ ان کا حل بھی پیش کیا ہے۔

انسانی زندگی کا مقصد یہ ہر گز نہیں ہے کہ وہ صبح اُٹھے، منہ ہاتھ دھوئے، کام پر جائے اور پھر اسی طرح واپس آجائے۔ اس طرح کی زندگی تو جانور بھی گزار رہے ہیں، جو صبح اُٹھتے ہیں اور کھانے کے تلاش میں سارا دن گزارتے ہیں اور شام کو تھک کر سو جاتے ہیں۔ انسانی زندگی بے مثل و بے مثال کیسے بنے گی؟۔۔۔ کیا قرآن و سنت کو چھوڑ کر وہ اچھی زندگی بسر کر سکتا ہے؟۔۔۔ ہر گز نہیں! قرآن مجید میں "بلعم باعور" ایک قصہ بیان ہوا ہے:

وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ (1)

"اور اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں کی برکت سے اس کا رتبہ بلند کرتے لیکن وہ دنیا کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا، اس کا تو ایسا حال ہے جیسے کتا، اس پر تو سختی کرے تو بھی ہانپے اور اگر چھوڑ دے تو بھی ہانپے، یہ ان لوگوں کی مثال ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا، سو یہ حالات بیان کر دیے شاید کہ وہ فکر کریں۔"

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-2 Issue-1(Jan-June, 2024)
ISSN: (2311-6552)

گویا"بلعم باعور"زندگی بھر تسبیحات کرتا رہا لیکن اس کا انجام ایسا ہوا کہ کتے کی مثال پیش کر دی گئی۔ معلوم ہوا کہ انسان جب تک زندگی کو اللہ رب العزت کے مقرر کیے ہوئے احکامات کے مطابق نہیں گزارتا، اس کی زندگی کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس کی عبادت اگر دنیا کا مال و متاع اکٹھا کرنے کے لیے ہے، تو اس کی دولت اسی کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دی جائے گی۔

انسان اپنی زندگی کو کیسے بہتر بنا سکتا ہے اور وہ کونسے عوامل و احکامات ہیں جن پر عمل کر کے ایک سادہ لوح مسلمان اپنی دنیا و آخرت کو سنوار سکتا ہے، قرآن مجید میں وہ تمام احکامات موجود ہیں جن پر عمل کرنا ضروری ہے اور جن پر ایک مسلمان کا عمل کرنا، اللہ تعالی چاہتا ہے۔ گویا ایک مسلمان کیسا ہو، وہ ان احکامات سے واضح ہو جاتا ہے۔ ان احکامات کچھ کا تعلق فرد واحد سے اور ہر ایک مسلمان سے ہے، اور کچھ وہ احکامات ہیں جن کا تعلق مسلمانوں کے گروہ سے ہے۔ اس مقالہ میں یہ تمام احکامات بیان کیے جائیں گے تا کہ مسلمان انفرادی اور مجموعی دونوں اعتبار سے ایک مثالی زندگی گزار سکے۔

## فردِ واحد سے مطالبہ:

احکامات میں سے فرد واحد کے لیے سب سے پہلے جو حکم ہے وہ حق اور باطل کے درمیان فرق ہے۔ گویا فرد واحد سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ کسی بھی طرح حق کو باطل سے نہ جوڑے۔ چاہے فیصلے کے درمیان اس کے اقرباء بھی کیوں نہ آرہے ہوں۔

### ا۔ حق اور سچ میں فرق:

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ[2]

"اور حق سے باطل کو نہ ملاؤ اور دیدہ و دانستہ حق نہ چھپاؤ۔"

### ۲۔ اندھی تقلید:

سچ اور جھوٹ کو ملانے سے منع کرنے کے بعد اللہ تعالی نے فردِ واحد سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ کسی کی بھی اندھی تقلید نہ کرے۔ یہ حکم صرف فردِ واحد کے لیے نہیں بلکہ جماعت کے لیے بھی ہے۔

اس ضمن میں ارشاد باری تعالی ہے:

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ۔[3]

"اور جب ان سے کہا جائے اللہ کے اُتارے پر چلو تو کہیں بلکہ ہم تو اس پر چلیں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا، اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ عقل رکھتے ہوں نہ ہدایت۔"

### ۳۔پہلے عمل۔۔۔پھر وعظ کرو:

قرآن مجید کے اس حکم میں فردِواحد کو اس بات کی تلقین کی گئی ہے کہ کسی کو یہ حق لازم نہیں کہ وہ دوسروں کو ان باتوں کی تلقین کرے، جس پر وہ خود عمل نہیں کرتا۔دورِ حاضر میں معاشرے میں یہ بات عموماً دیکھی گئی ہے کہ لوگ دوسروں کو وعظ کرنے پر تو توجہ دیتے ہیں، لیکن عمل کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۔[4]

"اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ، جو نہیں کرتے ہو۔"

### ۴۔لالچ سے پاک رہنا:

قرآن مجید کا ایک اور مطالبہ جو کہ فردِواحد سے ہے،وہ لالچ، طمع اور حرص وہوٰی سے پاک رہنے کا ہے۔اس ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔[5]

"تو اللہ سے ڈرو جہاں تک ہو سکے،اور فرمان سنو اور حکم مانو اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اپنے بھلے کو،اور جو اپنی جان کی لالچ سے بچایا گیا تو وہی فلاح پانے والے ہیں۔"

### ۵۔آدابِ مجلس:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو آدابِ مجلس سکھاتے ہوئے فرمایا کہ ہر مجلس تمہارے لیے نہیں ہے، جس کسی مجلس میں تمہیں مدعو کیا جائے،وہاں ہی جاؤ،ہر مجلس میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے اور جب مجلس برخاست ہو جائے تم بھی اُٹھ کر چلے جاؤ۔

ارشادِ ربانی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ وَ اِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا۔[6]

"اے ایمان والو! جب تمہیں مجلس میں کھل کر بیٹھنے کو کہا جائے تو کھل کر بیٹھو،اللہ تمہیں فراخی دے گا اور جب کہا جائے اُٹھ جاؤ تو اُٹھ جاؤ۔"

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-2 Issue-1(Jan-June, 2024)
ISSN: (2311-6552)

## ٦۔بدگمانی سے پرہیز کرو:

اللہ ربّ العزت نے انسان کے ذمہ محض محنت رکھی ہے،اس کا پھل اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کب اور کیسے دینا ہے۔ معاشرے میں فردِواحد محنت تو کرتا ہے مگر اس کے بعد دوسروں کو اس بات کا قصوروار ٹھہرادیتا ہے کہ فلاں شخص کی وجہ سے میرا کام خراب ہوا، جبکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو ناپسند کرتا ہے، یہ بدگمانی انسان کو بہت دُور تک لے جاتی ہے، بلکہ انسان حدِ کفر تک بھی پہنچ سکتا ہے۔دوسرا پہلو ہمارے ہاں باتوں میں خواہ مخواہ تجسس کرنے کا ہے، جس میں سرفہرست خواتین شامل ہیں۔اللہ کو یہ بات بھی پسند نہیں،اس لیے فردِواحد مومن سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ کسی کی باتوں پر کان نہ دھرے اور نہ ہی اپنے دل میں کسی قسم کی بدگمانی اور بدظنی پیدا کرے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ۔[7]

"اے ایمان والو! بہت سی بدگمانیوں سے بچتے رہو، کیوں کہ بعض گمان تو گناہ ہیں،اور ٹٹول بھی نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی سے غیبت کیا کرے، کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، سو اس کو تو تم ناپسند کرتے ہو،اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔"

## ۷۔ہر بات کو تول کر بولو:

فردِواحد کو حکم قرآن ہے کہ جو بھی بات کی جائے،اس کو پہلے تولا جائے پھر بولا جائے۔ہمارے منہ سے نکلا ہوا ہر لفظ نہ صرف لکھا جارہا ہے بلکہ بروزِ حشر ان کو ایک کتاب کی صورت میں لکھ کر ہمارے سامنے رکھا جائے گا۔

ارشادِ خداوندی ہے:

مَّا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَـدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ۔[8]

"وہ منہ سے کوئی بات نہیں نکالتا مگر اس کے پاس ایک ہوشیار محافظ ہوتا ہے۔"

## ۸۔ذات پر فخر نہ کرنا:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک مرد اور عورت سے پیدا فرمایا ہے اور پھر قبائل میں تقسیم فرمادیا، لیکن اپنے نزدیک اللہ نے محض اسے انسان بنایا،اور اُسے اپنا"بندہ" کہا جس نے تقویٰ اختیار کیا۔گویا کسی انسان کی دنیاوی اعتبار سے جو بھی ذات(Caste)

Research Journal MA'ARIF-E AULIYA
Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-2 Issue-1(Jan-June, 2024)
ISSN: (2311-6552)

ہے، وہ دولت مند ہے یا غریب، غرض کوئی بھی ہو، ان تمام باتوں سے اللہ کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اللہ تعالیٰ محض اسے اپنا بندہ بناتا ہے جو تقویٰ اختیار کرتا ہے، اس کی مخلوق سے محبت کرتا ہے، ان کا خیال رکھتا ہے اور اس کے بندوں کا مال ناحق نہیں کھاتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۔[9]

"اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے خاندان اور قومیں بنائی ہیں تاکہ تمہیں آپس میں پہچان ہو، بے شک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے، بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے۔"

## ۹۔ طعنہ زنی اور الزام تراشی سے اجتناب:

نسلِ نَو میں یہ بات عام ہو چکی ہے کہ بغیر سوچے سمجھے دوسروں پر الزام تراشی کرنا، لوگوں کے بُرے نام رکھنا اور ان کو بُرے القابات سے پکارنا وغیرہ شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فردِ واحد سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ الزام تراشی سے باز رہے، لوگوں کو بُرے ناموں سے مت پکارے اور طعنہ زنی سے پرہیز کرے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ لَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَ مَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔[10]

"اور نہ آپس میں طعنہ زنی اور الزام تراشی کیا کرو اور نہ ایک دوسرے کے بُرے نام رکھا کرو، کسی کے ایمان (لانے) کے بعد اسے فاسق و بدکردار کہنا بہت ہی بُرا نام ہے، اور جس نے توبہ نہیں کی سو وہی لوگ ظالم ہیں۔"

اگر کوئی شخص کسی مسلمان بھائی پر الزام تراشی کرتا ہے، طعنہ زنی کرتا ہے یا اس کو بُرے القابات سے پکارتا ہے، تو اس کا شمار محض ظالموں میں ہوگا اور اس کے بعد کہ وہ شخص مومن و مسلمان ہو۔

## ۱۰۔ مشاورت کرنا:

اللہ نے ہر انسان کو دوسرے انسانوں کا مددگار و ہمدرد بنایا ہے۔ گویا ایک انسان کو دوسرے انسان سے بھلائی کرنی چاہیے اور اگر مشورہ مانگے تو اُسے اچھا مشورہ دے۔ عصرِ حاضر میں انسان جلد باز ہو گیا ہے اور اکثر خطا محض جلد بازی کی وجہ سے کرتا ہے۔ سرکارِ دوعالم ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ آپ ﷺ معاملات میں صحابہ کرامؓ سے مشاورت فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا بھی انسان

سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ ہر بات باہمی مشاورت سے لے کر چلے، کیوں کہ اس سے معاملات میں برکت ہو گی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔[11]

''اور وہ جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں، اور ان کا کام باہمی مشورے سے ہوتا ہے، اور ہمارے دیے ہوئے میں سے کچھ دیا بھی کرتے ہیں۔''

## ۱۱۔قرض کا معاملہ لکھ لیا کرو:

انسان کو زندگی میں بہت سی ضروریات کی حاجت ہوتی ہیں، جس میں ایک قرضِ حسنہ بھی ہے، اکثر اوقات جب دو بھائی یا دو قریبی دوست یا رشتہ دار، لین دین کا معاملہ کرتے ہیں تو اسے احاطۂ تحریر میں نہیں لاتے، جس سے بعد میں پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگر کوئی ایک فریق لکھنے کا کہہ دے تو بدامنی پیدا ہو جاتی ہے کہ کیا تمہیں ہم پر اعتبار نہ رہا؟ کہ تم اس معاملہ کو لکھنے لگے ہو، جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں قرآن مجید میں ہدایت فرمائی ہے کہ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ[12]

''اے ایمان والو! جب تم کسی وقتِ مقرر تک آپس میں ادھار کا معاملہ کرو، تو اسے لکھ لیا کرو۔''

## ۱۲۔اعضاء کی حفاظت کرو:

انسان انجانے میں اپنے اعضاء کی حفاظت نہیں کرتا، وہ اپنے ہاتھوں سے برائی کرتا ہے، اپنی آنکھوں کو برائی کی طرف مائل کرتا ہے اور پھر فردِ واحد ہو یا جماعت کی صورت ہو، وہ گناہ کی جانب چل کر جاتے ہیں اور اپنے جسم کو غیر ضروری کاموں میں صرف کرتے ہیں محض اس گمان میں کہ شاید ان سے متعلق سوال نہ کیا جائے گا، ایسا نہیں ہے بلکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ[13]

''یہاں تک کہ جب وہ دوزخ تک پہنچ جائیں گے تو اُن کے کان اور اُن کی آنکھیں اور اُن (کے جسموں) کی کھالیں اُن کے خلاف گواہی دیں گی، اُن اعمال پر جو وہ کرتے رہے تھے۔''

ہم اپنی زندگی کے معاملات میں اس وہم میں مبتلا رہتے ہیں کہ ہم جن ہاتھوں سے گناہ کر رہے ہیں، حشر میں ان کے بارے

میں ہم سے سوال نہ ہو گا۔ علاوہ ازیں ہم اس وہم میں بھی رہتے ہیں کہ گناہ کرتے ہوئے ہمیں کوئی دیکھ نہیں رہا۔ جبکہ ایسا نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں ہمہ وقت دیکھ رہاہے اور جن اعضاء سے ہم گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں، یہی اعضاءانسانی بروز حشر ہمارے خلاف گواہی دیں گے۔

## ۱۳۔سیدھی اور کھری بات کرنا:

اللہ تعالیٰ کاانسان سے یہ بھی مطالبہ ہے کہ وہ ہمیشہ سیدھی اور صاف بات کرے۔اب جب انسان مسلمان، مومن ہو، نبی کریم علیہ السلام کی احادیث وسنن سے واقفیت بھی رکھتا ہو تواس کے لیے یہ بدرجہ اولیٰ لازم ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا۔[14]

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہا کرو۔"

مومن کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ کسی بھی بات میں ابہام رکھے، بلکہ مومن کی شان تو یہ ہے کہ وہ بات سیدھی اور کھری کہے۔

## ۱۴۔نرم لہجہ اور شائستہ چال:

ایک مسلمان کا طرزِ گفتگو اور اندازِ گفتگو، نرم، شائستہ، مہذب اور مثالی ہونا لازمی ہے۔قرآن مجید ہماری راہنمائی کرتا ہے کہ ایک مومن اس انداز میں گفتگو کرے کہ اس کے لہجے اور الفاظ وجملوں سے کسی کی دل آزاری نہ ہو۔علاوہ ازیں یہ بات بھی پیشِ نظر رہے کہ اس کی آواز اتنی پست نہ ہو کہ کسی کو سمجھ ہی نہ آئے، اور نہ ہی بلند آواز سے یا چیخ کر بات کرے۔اُونچا بولنا کوئی کمال نہیں، نہ ہی اُونچا بولنے والے کو پسند کیا گیا ہے۔اس بارے میں بھی کتابِ الٰہی ہماری رہنمائی فرماتی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَ اغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ [15]

"اور اپنے چلنے میں میانہ روی اختیار کرو اور اپنی آواز پست رکھو، بے شک آوازوں میں سب سے بُری آواز گدھے کی ہے۔"

خود جناب رسالت مآب ﷺ اس انداز سے گفتگو فرمایا کرتے تھے کہ سننے والا بہت جلد نہ صرف اچھی طرح سن لیتا بلکہ سمجھ بھی لیتا، اور اگر کسی کو کوئی بات احسن انداز میں سمجھانی ہوتی، تو آپ ﷺ ایک بات کو تین مرتبہ دُہرا دیتے۔نرم وشگفتہ لہجہ ہی انسان کی عزت وکامیابی کی کنجی ہے، گرج کر اونچی آواز سے بات کرنا تو ناپسندیدہ ہے کیوں کہ ایسی آواز کو گدھے کی آواز سے مشابہ

قرار دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک تو یہ سب سے بُری اور ناپسندیدہ ترین آواز ہے۔

## ۱۵۔ تکبر اور رعونت سے اجتناب:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو خاکی بنایا ہے اور خاکی کو عادات بھی وہی زیب دیتی ہیں جن میں تکبر کا عنصر نہ پایا جاتا ہو۔ انسان کی پیدائش کا معاملہ اگر اللہ تعالیٰ واضح کر دے اور ہر انسان پر اس کی پیشانی پر لکھ دیا جائے تو انسان کبھی سر اُٹھا کر نہ چلے اور نہ تکبر و غرور کرے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ۔ (16)

"اور لوگوں سے اپنا رُخ نہ پھیر اور زمین پر اِترا کر نہ چل، بے شک اللہ کسی تکبر کرنے والے، فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔"

## ۱۶۔ بے ہودہ گفتگو سے پرہیز:

مومن کی یہ شان ہے کہ وہ بے ہودہ گفتگو سے دُور رہتا ہے اور زندگی کو مثالی بنانے کے لیے یہ اصول اپنانا ہو گا کہ نہ صرف بے ہودہ گفتگو سے اجتناب کرنا اور دُور رہنا ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب بے ہودہ گفتگو کرنے والوں کے پاس سے آپ کا گزر ہو تو وہاں سے خاموشی سے گزر جائیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ الَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا۔ (17)

"اور جو بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے، اور جب بیہودہ باتوں کے پاس سے گزریں تو شریفانہ طور سے گزرتے ہیں۔"

## ۱۷۔ احسان مت جتلاؤ:

فردِ واحد سے مطالبہ ہے کہ وہ اگر اپنے کسی دوسرے مسلمان بھائی پر کبھی کوئی احسان کرے تو اُس کے سامنے اس احسان کو ہر گز نہ جتلائے۔ ہمارے معاشرتی رویے میں دیکھا گیا ہے کہ لوگ بھائی، دوست یا کسی پر بھی احسان تو کرتے ہیں مگر ساتھ ہی ساتھ وہ اس احسان کو جتلاتے ہیں، جس سے ان کی ساری نیکی ضائع ہو جاتی ہے۔

اس ضمن میں کلام مجید ہمیں ہدایت فرماتا ہے کہ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-2 Issue-1(Jan-June, 2024)
ISSN: (2311-6552)

رِئَـآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَـرَكَهٗ صَلْدًا لَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَىْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰـهُ لَا يَـهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِـرِيْنَ۔ [18]

''اے ایمان والو! احسان جتا کر اور ایذا دے کے اپنی خیرات کو ضائع نہ کرو اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھانے کو خرچ کرتا ہے اور اللہ پر اور قیامت کے دن پر یقین نہیں رکھتا، سو اس کی مثال ایسی ہے جیسے صاف پتھر کہ اس پر کچھ مٹی پڑی ہو پھر اس پر زور کا مینہ برسا پھر اس کو بالکل صاف کر دیا، ایسے لوگوں کو اپنی کمائی ذرا ہاتھ بھی نہ لگے گی، اور اللہ کافروں کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔''

فرد واحد کے لیے قرآن مجید میں بہت سے مزید احکامات ہیں، مگر یہاں محض بنیادی احکامات درج کیے گئے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ بنیادی طور پر جو فرد واحد سے اللہ تعالیٰ کا مطالبہ اور ایک مثالی زندگی بنانے کے لیے ضروری ہیں، وہ یہی کام ہیں جن کا اوپر تذکرہ کیا گیا ہے۔ اگر انسان اپنی زندگی کو ان احکامِ خداوندی کے عین مطابق گزارے، تو زندگی سہل بن جائے گی۔

## جماعت سے مطالبہ:

اس سے قبل جتنے بھی مطالبات اور اصول بیان کیے گئے ہیں، ان کا تعلق انسان یعنی فردِ واحد سے تھا جبکہ جو آئندہ بیان کیے جائیں گے، ان کا مطالبہ مسلمانوں کی جماعت سے ہے۔ گویا مسلمانوں کے گروہ، جماعت سے اللہ کا کیا مطالبہ ہے؟ وہ کون سے رہنما اصول ہیں جنہیں اپنا کر ایک مسلم معاشرہ بہتر سے بہترین بن سکتا ہے۔

### ا۔ لوگوں میں صلح کرادیا کرو:

مسلمان جماعت کے لیے لازم ہے کہ معاشرے میں امن وامان قائم رکھے اور مسلمانوں کے اگر دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں، یا ان کے درمیان کسی معاملہ پر جھگڑا ہو جائے تو لوگوں میں صلح کرا دینی چاہیے تاکہ باقی مسلمان آپس میں امن وسلامتی سے رہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَـهُمَا۔ [19]

''اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں، تو ان کے درمیان صلح کرادیا کرو۔''

مسلمانوں کی جماعت پر یہ لازم ہے کہ معاشرے میں امن وامان قائم کرے اور اس کا حل یہ ہے کہ جہاں دو گروہوں کے درمیان لڑائی جھگڑا ہو تو وہاں امن کی فضا قائم کرنے کے لیے آپس میں صلح کروادے۔

**۲۔منشیات سے روک تھام:**

معاشرے میں مسلمانوں کی جماعت کی ذمہ داری ہے کہ وہ فردِ واحد کو بھی منشیات سے روکے اور خود بھی اس پر ایسے اقدام کرے کہ لوگ منشیات سے دُور رہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ [20]

"اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بُت اور فال کے تیر، سب شیطان کے گندے کام ہیں، سو ان سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ۔"

**۳۔عدل سے کام لو:**

اللہ تعالیٰ نے مسلم معاشرے پر یہ بات لازم کر دی ہے کہ تم نے معاشرے میں عدل قائم کرنا ہے، اب چاہے اُس عدل میں اپنے رشتہ دار ہی کیوں نہ آجائیں، لیکن کسی معاشرے، قبیلے یا کسی گروہ کی طرف سے محض دشمنی کے سبب عدل سے منہ مت پھیرو۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ہماری یوں راہنمائی فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ [21]

"اے ایمان والو! اللہ کے واسطے انصاف کی گواہی دینے کے لیے کھڑے ہو جاؤ، اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہر گز نہ چھوڑو، انصاف کرو کہ یہی بات تقویٰ کے زیادہ نزدیک ہے، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ اس سے خبردار ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔"

**۴۔غصے سے کام نہ لیں:**

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پسند فرماتا ہے جو نرم گو ہوں اور جن کی زبان میں چاشنی اور شیرینی ہو، اور ایسے لوگوں کو بھی پسند فرماتا ہے جو اللہ کی راہ میں دن اور رات خرچ کریں۔ گویا یہ جماعت دن رات اللہ کی راہ میں خرچ کریں اور اہم بات یہ ہے اگر دورانِ خرچ کوئی جھگڑ پڑے، تو اس سے غصے نہیں کرنا، بلکہ نہ صرف غصہ پی جانا ہے بلکہ اپنے اس کارِ خیر کو جاری بھی رکھنا ہے۔

اس ضمن میں قرآن مجید ہماری یوں رہنمائی فرماتا ہے کہ:

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-2 Issue-1(Jan-June, 2024)
ISSN: (2311-6552)

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ [22]

"جو خوشی اور تکلیف میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں، اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔"

### ۵۔ فرقہ واریت مت پھلاو:

مسلمانوں کی جماعت کا یہ کام ہے کہ وہ معاشرے میں مذہبی امن و آمان کی فضا کو قائم کرے اور ہمہ وقت ایسے مواقع پر دعوت و تبلیغ کرے جہاں فرقہ واریت کی فضا پھیلنے کی اُمید ہو اور جہاں انتشار کا خوف ہو، اور اللہ کے دین پر سب کو متفق و مضبوط کرے تاکہ مسلم معاشرے میں ہر وقت امن کی فضا قائم رہے۔ اختلافات انسانی زندگی کے چھوٹے چھوٹے معاملات میں ہو سکتے ہیں لیکن اللہ وحدہٗ لاشریک کی ذات پر تمام مذاہب یکجا ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا [23]

"اور سب مل کر اللہ کی رسی مضبوط پکڑو اور پھوٹ نہ ڈالو۔"

اللہ کی رسی کیا ہے؟۔۔۔ اسلامی تعلیمات سے معلوم ہوتا ہے کہ "اللہ کی رسی" سے مراد قرآن ہے، اس کی واحدانیت ہے اس کا کلام ہے جہاں تمام لوگ ایک ہی پلٹ فارم پر ہیں۔

## معاملات میں مطالبہ:

### ا۔ یتیموں کے لیے اداروں کی تشکیل:

اختصار سے کام لیتے ہوئے محض تین معاملات کو ہی بیان کیا گیا ہے جس میں پہلا مطالبہ جو فرد واحد کے ساتھ ہے، دوسرا مطالبہ ایک جماعت کے ساتھ ہے اور تیسرا مطالبہ معاملات یعنی معاشرتی سطح پر ہے کہ ایک سوسائٹی کو کیا کام سرانجام دینے ہیں۔ معاشرتی سطح پر مسلمانوں سے مطالبہ ہے کہ یتیموں کا خیال کریں اور ان کے لیے ایسے ادارے اور سنٹرز بنائیں جہاں مسلمان یتیم بچوں اور بچیوں کی پرورش ہو۔ دین اسلام میں انہیں بھائی تک کا درجہ دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ [24]

"اور یتیموں کے بارے میں آپ (ﷺ) سے پوچھتے ہیں، کہہ دیجیے، ان کی اصلاح کرنا بہتر ہے، اور اگر تم انہیں ملالو تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔"

**۲۔ضرورت مند کو تلاش کرنا:**

اللہ تعالیٰ نے اس نظام کائنات کو جس حساب سے بنایا ہے، اس میں چند لوگ ایسے بھی ہیں جو بہت امیر ہیں اور چند ایسے لوگ بھی ہیں جو غریب ہونے کے ساتھ ساتھ سفید پوش بھی ہیں کہ وہ کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہیں کرتے۔ معاشرے میں اگرچہ یہ فرد واحد سے بھی مطالبہ ہے اور جماعت سے بھی، لیکن خاص طور پر معاملات میں اس کو اس لیے شامل کیا گیا ہے کہ زکوٰۃ ایک مالی عبادت ہے اور اس کا قبول ہونا اس بات پر ہے کہ انسان اس کو دل سے ادا کرے اور اور ایسے شخص کو دے جو حقیقت میں حقدار ہو، ہم پر لازم ہے کہ ایسے خوددار اور سفید پوش افراد کو تلاش کریں اور خاموشی سے ان کی مدد کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِیْمٰهُمْ لَا یَسْــٴَـلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ [25]

"خیرات ان حاجت مندوں کے لیے ہے جو اللہ کی راہ میں رُکے ہوئے ہیں ملک میں چل پھر نہیں سکتے، ناواقف ان کے سوال نہ کرنے سے انہیں مال دار سمجھتا ہے، تو ان کے چہرے سے پہچان سکتا ہے، لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے، اور جو کام کی چیز تم خرچ کروگے، بے شک وہ اللہ کو معلوم ہے۔"

**۳۔بلا اجازت گھر میں گھسنا:**

بعض اوقات لوگ بلا اجازت کسی کے گھر میں داخل ہو جاتے ہیں اگرچہ یہ اخلاقی لحاظ سے بھی درست نہیں اور معاشرتی اور مذہبی طور پر بھی ایک ناپسندیدہ امر ہے۔ رسالت مآب ﷺ جب کسی صحابی کے گھر تشریف لے جاتے تو باہر کھڑے ہو کر تین مرتبہ السلام علیکم فرماتے، اگر اجازت مل جاتی تو تشریف لے جاتے ورنہ واپس لوٹ جاتے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔ [26]

"اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو، اور اُن کے ساکنوں پر سلام نہ کر لو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے کہ تم دھیان کرو۔"

### ۴۔عبادت گاہیں مسمار نہ کرنا:

حضور اکرم ﷺ نے اپنے آخری دورِ مبارک میں مسیحیوں کو مسجد میں عبادت کرنے کی اجازت دینے اور دورانِ جنگ غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کو نہ توڑنے کا حکم دے کر یہ بات واضح فرمادی کہ قیامت تک کسی کو اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ کوئی کسی کی عبادت گاہ کو نقصان پہنچائے۔ارشاد باری تعالی ہے:

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا۔[27]

"اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا تو تکیے اور مدرسے اور عبادت خانے اور مسجدیں ڈھادی جاتیں جن میں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے۔"

### ۴۔مفلسی کے ڈر سے اولاد قتل نہ کرو:

قبل از اسلام لوگ اپنی اولاد کو محض اس وجہ سے قتل کردیتے تھے کہ ان کو کھلانا کہاں سے ہے؟اور عصر حاضر میں بھی یہ بیماری موجود ہے کہ لوگ اپنے بچوں کو قتل کردیتے ہیں، یا پھر کچرے کے ڈھیر پر پھینک دیتے ہیں، جدید دور میں ان مسئلہ سے نمٹنے کے لیے سنٹرز بنائے گیے ہیں جہاں جھولے رکھ دیے گیے ہیں تاکہ لوگ ان کی جان نہ لیں۔ارشاد باری تعالی ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيْرًا۔[28]

"اور اپنی اولاد کو تنگ دستی کے ڈر سے قتل نہ کرو، ہم انہیں بھی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی، بے شک ان کا قتل کرنا بڑا گناہ ہے۔"

انسان کا رازق اللہ سبحانہ وتعالی ہے، جس انسان کو اللہ تعالی نے پیدا فرمایا ہے، اور اس نے ہی انسان کا رزق اور اس کی زندگی کے متعلق ہر کام اور ہر بات پہلے ہی سے متعین کررکھی ہے۔ مطالعہ ٔاحادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان انسان کو پہلا وسوسہ یہی ڈالتا ہے کہ وہ مفلس ہو جائے گا، اور وہ کیسے اتنے بچوں کو پالے گا، اس سے انسان ناشکری کی جانب چل پڑتا ہے اور اس خوف سے اپنی اولاد کو قتل تک کردیتا ہے۔

## خلاصہ ٔبحث:

انسان کے پاس بنیادی علم موجود ہے جو اللہ تعالی کی طرف سے حواسِ خمسہ کی صورت میں فطرتاً دیا گیا ہے، لیکن اُس سے معاشرتی، معاشی اور اخلاقی ذمہ داریاں ہیں پوری نہیں ہوتیں، تو انسان کو ایک ایسے علم کی ضرورت تھی جو نہ صرف انسان کی انفرادی

زندگی میں کام آئے بلکہ اجتماعی زندگی، معاملات اور کاروبار وغیرہ میں ہر لحاظ سے اس کی مدد کرے اور ایسی رہنمائی کرے جو علم یقینی ہو، اس میں کسی غلطی کا امکان نہ ہو، وہ علم ''علمِ وحی'' کہلاتا ہے جو ہمارے پاس قرآن کی شکل میں ہے، جو انسانی ہر ضرورت کو نہ صرف پورا کرتا ہے بلکہ ہر لحاظ سے اس کی رہنمائی بھی کرتا ہے۔اس تحقیقی مطالعہ میں قرآنی آیات کی روشنی میں مثالی زندگی گزارنے کے اہم اصول بیان کیے گیے ہیں جن پر ایک عام مسلمان عمل کرنے سے کبھی ناکام نہ ہو گا۔ان اصولوں پر عمل کرنے کے بعد ایک عام مسلمان بہت ہی عمدہ اور متوازن زندگی بسر کر سکتا ہے۔

اللہ وحدہ لاشریک کا یہ کلام انسان کی اخلاقی، معاشرتی اور معاشی، غرض ہر طرح کی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔اس پر عمل کرنے کے بعد انسان سماجی، عدالتی اور دیگر معاملات کو قرآن کی روشنی میں حل کر سکتا ہے۔یعنی اگر انسان صبر، شکر، تقویٰ، پرہیز گاری، اور انصاف وعدل کا دامن تھام لیتا ہے اور قرآنی ہدایت کے مطابق عمل کرتا ہے تو وہ شخص نہ صرف انفرادی طور پر کامیابی سے ہمکنار ہو گا بلکہ اجتماعی طور پر معاشرہ بھی بہتر سے بہترین راستہ پر گامزن ہو گا۔

## حوالہ جات:

---

[1]۔ الاعراف:۱۷۶

[2]۔البقرہ:۴۲

[3]۔البقرہ:۱۷۰

[4]۔الصف:۲

[5]۔التغابن:۱۶

[6]۔المجادلۃ:۱۱

[7]۔الحجرات:۱۲

[8]۔ق:۱۸

[9]۔الحجرات:۱۳

[10]۔الحجرات:۱۱

[11]۔الشوریٰ:۳۸

[12] ۔البقرہ:۲۸۲

[13] ۔فصلت:۲۰

[14] ۔الاحزاب:۷۰

[15] ۔لقمان:۱۹

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-2 Issue-1(Jan-June, 2024)
ISSN: (2311-6552)

16 ۔لقمان:۱۸

17 ۔الفرقان:۷۲

18۔البقرۃ:۲۶۴

19 ۔الحجرات:۹

20 ۔المائدہ:۹۰

21 ۔المائدہ:۰۸

22 ۔آل عمران:۱۳۴

23 ۔آل عمران:۱۰۳

24 ۔البقرۃ:۲۲۰

25۔البقرۃ:۲۷۳

26 ۔النور؛۲۷

27 ۔الحج:۴۰

28 ۔الاسراء:۳۱